OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 05, Issue: 02, Dec-2025, PP: 01-16

غیر عربی زبان میں رقیہ (دَم) کے شرعی احکام: پشتو دم کا علمی و تجزیاتی مطالعہ

Islamic Jurisprudence on Non-Arabic Ruqyah: A Case Study of Pashto Tradition

** Dr. Ilyas Ahmad*
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazeer Bhutto University, Sheringal, Dir Upper, Pakistan.
qarisaifullah3@gmail.com
*** Dr. Aftab Ahmad*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazeer Bhutto University, Sheringal, Dir Upper, Pakistan.
hafizqasim@uaf.edu.pk
**** Dr. Zia Ur Rahman*
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazeer Bhutto University, Sheringal, Dir Upper, Pakistan.
hafizqasim@uaf.edu.pk

Abstract:
This research paper investigates the Sharia framework and linguistic dimensions of Ruqyah (Incantations) performed in Non-Arabic Languages, specifically focusing on the cultural tradition of Pashto-Speaking society. Utilizing a qualitative and analytical methodology, the study evaluates the permissibility of vernacular healing practices against the established jurisprudential criteria: adherence to Divine Names, clarity of meaning to prevent Shirk (polytheism), and the firm belief in Allah as the sole healer. A significant contribution of this research is the exploration of phonetic harmony and semantic alignment between Prophetic supplications and local idioms. The study reveals that the Pashto term "Nazar-mat" (shattering the evil eye) functions as a linguistic equivalent to the Prophetic concept of "Nushrah" (breaking spiritual knots), while the term "Uch" (dry) resonates with the Prophetic medical principle of "Tajfif" (desiccation) found in the Hadith of "soil and saliva." The research concludes that while Arabic remains the preferred medium due to its revelatory status, non-Arabic Ruqyah is a valid and psychologically potent form of spiritual medicine, provided it is purged of cryptic, occult, or superstitious elements. By bridging the gap between spiritual well-being and psychosomatic recovery, this study presents Ruqyah as a holistic healing system rooted in both faith and natural law.
Keywords: *Ruqyah, Non-Arabic Incantations, Pashto Healing Traditions (Nazar-mat), Phonetic Harmony, Nushrah, Tajfif, Prophetic Medicine, Psychosomatic Strength, Spiritual Healing.*

یہ تحقیقی مقالہ غیر عربی زبانوں میں کیے جانے والے رقیہ (دم) کے شرعی فریم ورک اور لسانی پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے، جس میں خاص طور پر پشتو بولنے والے معاشروں میں مروج ثقافتی طریقوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ کیفیاتی اور تجزیاتی طریقہ تحقیق (Qualitative & Analytical Methodology) کو بروئے کار لاتے ہوئے، اس مطالعے میں مقامی روحانی علاج کے طریقوں کو طے شدہ فقہی معیارات (یعنی اسماء وصفاتِ الٰہیہ سے تمسک، شرک کے سدِباب کے لیے کلمات کا واضح ہونا، اور اللہ کے شافیِ حقیقی ہونے پر پختہ یقین) کی روشنی میں جانچا گیا ہے۔ اس مقالے کا ایک اہم علمی اضافہ نبوی دعاؤں اور مقامی محاورات کے درمیان صوتی آہنگی اور معنوی مطابقت کی تلاش ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پشتو اصطلاح "نظر مات" (نظر کا ٹوٹنا) معنوی طور پر تصورِ "نشرہ" (روحانی گرہوں کو کھولنا) کے مماثل ہے، جبکہ پشتو لفظ "اُوچ" (خشک) طبِ نبوی کے اساسی اصول "تجفیف" (مادے کو خشک کرنا) سے ہم آہنگ ہے جس کا ذکر مٹی اور لعاب والی حدیث میں ملتا ہے۔ مقالے کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ وحی کی زبان ہونے کی بنا پر عربی کو فضیلت حاصل ہے، تاہم غیر عربی رقیہ

روحانی طب کی ایک مستند اور نفسیاتی طور پر مؤثر شکل ہے، بشرطیکہ اسے مجہول، مغلق، سحر زدہ اور توہم پرستانہ عناصر سے پاک رکھا جائے۔ روحانی بہبود اور جسمانی بحالی کے درمیان تعلق قائم کرتے ہوئے، یہ مطالعہ رقیہ کو ایک ایسے جامع نظامِ شفا کے طور پر پیش کرتا ہے جس کی جڑیں ایمان اور قانونِ فطرت دونوں میں پیوست ہیں۔

رقیہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ '**رقیہ** '(الرُّقْیَۃ) عربی زبان کا لفظ ہے جس کی جمع '**رُقیٰ** '(الرُّقَی) آتی ہے[1]۔ لغوی اعتبار سے اس کا مادہ 'ر-ق-ی' ہے، جس کے معنی کسی آفت یا بیماری سے بچنے کے لیے پڑھ کر دم کرنے کے ہیں[2]۔ عربی لغت میں اسے '**تعویذ** '(پناہ میں دینا) کے مترادف بھی سمجھا جاتا ہے[3]۔ فارسی زبان میں اس کے لیے 'افسون 'کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے[4]۔

اصطلاحی مفہوم میں رقیہ سے مراد وہ کلمات یا دعائیں ہیں جنہیں کسی بیماری، تکلیف یا آفت (مثلاً بخار، مرگی، یا نظرِ بد) کے ازالے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔[5] علماء کرام کے نزدیک رقیہ کی حقیقت ہر نازل ہونے والی مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس کی پناہ مانگنا ہے[6]۔ ابن التینؒ کے مطابق، قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعے دم کرنا دراصل' روحانی طب (Spiritual Medicine) 'ہے، جس کے ذریعے اگر وہ نیک لوگوں کی زبان سے ہو تو اللہ کے حکم سے شفا حاصل ہوتی ہے[7]۔

شرعی اصطلاح میں رقیہ کے جائز ہونے کے لیے علماء کرام نے تین بنیادی شرائط ذکر کی ہیں، جو اس کے مفہوم کو واضح کرتی ہیں:

1. وہ اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن)، اس کے اسماء یا اس کی صفات پر مشتمل ہو۔
2. وہ عربی زبان میں ہو یا ایسی کسی دوسری زبان میں جس کا مفہوم واضح اور معلوم ہو (تاکہ شرک کا شائبہ نہ رہے)۔
3. یہ عقیدہ رکھا جائے کہ رقیہ اپنی ذات میں اثر نہیں رکھتا، بلکہ اثر صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتا ہے8۔

رقیہ کی شرعی حیثیت اور احادیث کا تعارض و تطبیق: ممانعت و جواز کے دلائل و تطبیق:

رقیہ (دم) کی شرعی حیثیت کے حوالے سے احادیثِ مبارکہ میں بظاہر **تعارض** (تضاد) پایا جاتا ہے۔ بعض روایات اس کے جواز اور نبی کریم ﷺ کے عمل کو ظاہر کرتی ہیں، جبکہ بعض روایات میں اس سے ممانعت یا اسے شرک کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔ علماء کرام نے ان دلائل میں نہایت مدلل تطبیق پیش کی ہے۔

ا۔ جواز اور استحباب کے دلائل:

جمہور علماء کرام کے نزدیک رقیہ نہ صرف جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود دم فرمایا اور اس کی اجازت دی۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اسے کوئی زخم ہوتا تو آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک زمین پر رکھ کر یہ دعا پڑھتے" :**بِاسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا**"[9]۔ اسی طرح آپ ﷺ نے نظرِ بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے پر دم کی صریح اجازت دی : "**رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَالعَيْنِ**"[10]۔ جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا" :**اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ** "(اپنی رقیہ کے کلمات مجھے سناؤ، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو)[11]۔ آپ ﷺ نے اسے نفع پہنچانے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا" :**مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ**"[12]۔

۲۔ ممانعت اور کراہت کے دلائل:

دوسری جانب بعض احادیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً ستر ہزار افراد کے بلا حساب جنت میں جانے کی صفت میں بیان ہوا" :هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ... وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ "(وہ لوگ جو دم نہیں کرواتے اور نہ ہی آگ سے داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں)[13]۔ ایک اور روایت میں ہے" :إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتُّوَلَةَ شِرْكٌ) "بے شک دم، تمائم اور تولہ شرک ہیں)[14]۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے رقیہ سے منع فرمایا" :نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّقَى"[15]۔

۳۔ احادیث کے درمیان تطبیق:

علماء کرام نے ان احادیث میں درج ذیل طریقوں سے تطبیق دی ہے:

شرک اور جاہلانہ رقیہ سے ممانعت: جس رقیہ سے منع کیا گیا ہے وہ جاہلیت کے طریقے پر تھا جس میں شرکیہ کلمات یا غیر اللہ سے استمداد ہوتی تھی۔ امام مازریؒ لکھتے ہیں" :وَيُنْهَى عَنْهَا بِالْكَلَامِ الأَعْجَمِيِّ وَمَا لَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ لِجَوَازِ أَنْ يَكُون فِيهِ كُفْرٌ أَوْ إِشْرَاكٌ "(عجمی کلام اور ایسے کلمات جن کا معنی معلوم نہ ہو، ان سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ ان میں کفر یا شرک ہو)[16]۔

شرائطِ جواز: علماء کرام کا اجماع ہے کہ رقیہ جائز ہے اگر اس میں تین شرائط ہوں: (۱) اللہ کے کلام، اسماء یا صفات پر مشتمل ہو۔ (۲) عربی زبان میں ہو یا ایسی زبان میں جس کا معنی معلوم ہو۔ (۳) یہ عقیدہ ہو کہ شفا اللہ کے حکم سے ہے، رقیہ بذاتِ خود اثر نہیں رکھتا[17]۔

کمالِ توکل: "لا يسترقون" والی حدیث کا مطلب دم کی حرمت نہیں، بلکہ یہ ان خواص (اولیاء اللہ) کا مقام ہے جو اسباب کو ترک کر کے اللہ پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں۔ "فَأَمَّا العَوَامُّ فَمُرَخَّصٌ لَهُمْ فِي التَّدَاوِي وَالمُعَالَجَاتِ "(عام لوگوں کے لیے علاج اور دم کی رخصت ہے)[18]۔

فضیلت کی تخصیص: حدیث "لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ "کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ان دو میں دم جائز ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں تکالیف میں دم سب سے زیادہ نفع بخش ہے[19]۔

علمائے کرام کی آراء اور رقیہ کی عمومی شرائط کی وضاحت:

رقیہ (دم) کے شرعی جواز اور اس کی قبولیت کے حوالے سے ائمہ دین اور فقہاء کے یہاں ایک اصولی اتفاق پایا جاتا ہے جس کے تحت اسے محض ایک علاج کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، امام قرطبیؒ اور امام نوویؒ سمیت جلیل القدر ائمہ نے رقیہ کے شرعی ہونے کے لیے تین بنیادی شرائط ذکر کی ہیں، جن پر تمام علماء کرام کا اجماع ہے[20]۔ علماء کرام کے نزدیک ان شرائط کا پایا جانا اس لیے ضروری ہے تاکہ رقیہ (جو کہ ایک شرعی دعا ہے) اور جادو یا دیگر شرکیہ عملیات کے درمیان واضح فرق قائم رہے اور مسلمان کا عقیدہ توحید کسی بھی قسم کے ابہام سے محفوظ رہے[21]۔

۱۔ کلام اللہ یا اسماء و صفات کا ہونا:

اس ضمن میں پہلی لازمی شرط یہ ہے کہ رقیہ کے کلمات اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن مجید)، اس کے مبارک ناموں یا اس کی پاک صفات پر مشتمل ہوں[22]۔ ائمہ کرام اس پر متفق ہیں کہ "أَنْ يَكُونَ بِكَلَامِ اللهِ تَعَالَى أَوْ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ "(رقیہ اللہ کے کلام یا اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہو)[23]۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ تمام دعائیں (رقیہ ماثورہ) اسی بنیاد پر قائم ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کا اللہ کے نام سے دم کرنا" :بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ"، یا اللہ کو اس کی صفتِ شفا کے ساتھ پکارنا" :وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي"[24]۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں سورہ

فاتحہ اور معوذات (سورہ فلق اور سورہ الناس) کو "رقیہ حق" قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ خالصتاً کلام اللہ پر مبنی ہیں اور ان میں غیر اللہ کا کوئی شائبہ نہیں ہے[25]۔

۲۔ واضح مفہوم اور معلوم زبان کا ہونا

دوسری اہم شرط رقیہ کے کلمات کے واضح مفہوم اور معلوم زبان سے متعلق ہے تاکہ کسی بھی نامعلوم یا شرکیہ کلام سے بچا جا سکے۔ فقہاء کے مطابق یہ ضروری ہے کہ رقیہ عربی زبان میں ہو یا ایسی کسی دوسری عجمی زبان (جیسے پشتو یا اردو) میں ہو جس کا معنی اور مفہوم دم کرنے والے اور سننے والے کو واضح طور پر سمجھ آتا ہو[26]۔ شرعی ضابطہ یہ ہے کہ "وَبِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ أَوْ بِمَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ مِنْ غَيْرِهِ" "عربی زبان میں ہو یا اس کے علاوہ ایسی زبان میں جس کا معنی معلوم ہو) [27]۔ مجہول، مغلق اور عجمی زبان کے ایسے کلمات جن کا مفہوم معلوم نہ ہو، ان سے سختی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ اندیشہ موجود رہتا ہے کہ ان مبہم الفاظ میں کفر، شرک یا شیاطین وجنات سے استمداد شامل ہو[28]۔ امام مالکؒ اسی بنا پر غیر عربی زبان میں دم کرنے یا قسم کھانے کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ بولنے والے کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی زبان سے کیا کلمات نکل رہے ہیں اور وہ کلمات کہیں عقیدے کے خلاف تو نہیں[29]۔

۳۔ عقیدہ: اثر اللہ کی مشیت سے ہے

تیسری اور سب سے بنیادی شرط عقیدے کی درستی ہے، جو رقیہ کی اصل روح ہے۔ رقیہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لازم ہے کہ وہ یہ پختہ اعتقاد رکھیں کہ دم کے کلمات بذاتِ خود اثر نہیں رکھتے، بلکہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتی ہے[30]۔ ائمہ نے صراحت کی ہے کہ "وَأَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ الرُّقْيَةَ لَا تُؤَثِّرُ بِذَاتِهَا بَلْ بِذَاتِ اللهِ تَعَالَى"[31]۔ جیسا کہ احادیث میں مٹی اور لعاب کے ساتھ دم کے کلمات میں واضح کیا گیا کہ "يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا" (ہمارا مریض ہمارے رب کے حکم سے شفا پاتا ہے)، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شفا کی نسبت صرف اللہ کے 'اذن' (اجازت) کی طرف ہونی چاہیے[32]۔ دورِ جاہلیت کے رقیہ سے ممانعت کی ایک بڑی وجہ یہی تھی کہ لوگ کلمات کی تاثیر کو 'طبعی' اور 'ذاتی' سمجھتے تھے، لیکن جب اسلام کے ذریعے عقائد کی اصلاح ہو گئی تو آپ ﷺ نے ان کلمات کی اجازت دے دی جو شرک سے پاک تھے[33]۔

نشرہ کا تصور اور شرعی حکم

نشرہ (Nushrah) لغوی اعتبار سے کسی چیز کو "کھولنے" کو کہتے ہیں، اور اصطلاحاً اس سے مراد جادو یا بندش کا وہ علاج ہے جو مریض سے تکلیف کے اثر کو بکھیر (حل) دے، جیسا کہ مصادر میں مذکور ہے" :النُّشْرَةُ أَمْرٌ مَعْرُوفٌ عِنْدَ أَهْلِ التَّعْزِيمِ، وَسُمِّيَتْ ذَلِكَ لِأَنَّهَا تَنْشُرُ عَنْ صَاحِبِهَا أَيْ تَحُلُّ عَنْهُ"[34]۔ شرعی طور پر اس کے دو پہلو ہیں:

ا۔ غیر شرعی نشرہ:

وہ عمل جو جادوگروں کے مشابہ ہو اور اللہ کے ذکر سے خارج امور پر مبنی ہو، اسے آپ ﷺ نے شیطان کا عمل قرار دیا" :سُئِلَ عَنِ النُّشْرَةِ فَأَضَافَهَا إِلَى الشَّيْطَانِ"[35]۔ حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک بھی ایسا نشرہ جادو کا حصہ ہے" :هِيَ مِنَ السِّحْرِ"[36]۔

۲۔ شرعی نشرہ

وہ علاج جو قرآن کریم، ذکرِ الٰہی اور مباح ادویات (طب) کے ذریعے اصلاح کی نیت سے کیا جائے۔ سعید بن المسیبؒ سے جب جادو کے اثر کو "کھولنے" (نشرہ) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا" :لَا بَأْسَ بِهِ، إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ[37] "(اس میں کوئی حرج نہیں، اس سے مقصد صرف اصلاح ہے) القاضی عیاضؒ کے مطابق ایسا نشرہ جس میں اللہ کے اسماء سے تبرک حاصل کیا جائے، جائز ہے" : كَمَا يُتَبَرَّكُ

بِغُسَالَةِ مَا يُكْتَبُ مِنَ الذِّكْرِ وَالْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى فِي النَّشْرِ[38]

زبان کا مسئلہ: عربی بمقابلہ عجمی غیر عربی زبان میں دم کا جواز

رقیہ (دم) کے لیے زبان کا انتخاب ایک اہم فقہی مسئلہ رہا ہے۔ اگرچہ اصل فضیلت عربی زبان اور قرآن و سنت کے ماثور کلمات کو حاصل ہے، تاہم غیر عربی (عجمی) زبانوں جیسے اردو اور پشتو وغیرہ میں دم کے حوالے سے فقہاء کے یہاں مختلف نقطہ نظر پائے جاتے ہیں۔

۱۔ گروہِ اول (جمہور علماء کرام): شرائط کے ساتھ جواز

جمہور علماء کرام اور محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ غیر عربی زبان میں رقیہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کا مفہوم واضح ہو اور وہ شرکیہ کلمات سے پاک ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حوالے سے علماء کرام کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں" **:أجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى أو بأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى)** "علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ رقیہ تین شرائط کے ساتھ جائز ہے: ۱۔ وہ اللہ کے کلام یا اس کے اسماء وصفات پر مشتمل ہو۔ ۲۔ عربی زبان میں ہو یا ایسی کسی دوسری زبان میں جس کا مفہوم معلوم ہو۔ ۳۔ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ رقیہ اپنی ذات میں نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اثر کرتا ہے)[39]۔ اس گروہ کی دلیل نبی کریم ﷺ کا وہ عمومی ارشاد ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا" **:لَا بأسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ** "دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو)[40]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل ممانعت زبان کی نہیں بلکہ 'شرک' کی ہے[41]۔

۲۔ گروہ دوم (احتیاط پسند): ممانعت اور کراہت:

دوسرا گروہ ان علماء کرام کا ہے جو احتیاطاً غیر عربی کلمات یا ایسے الفاظ کے ذریعے دم کرنے کو ناپسند کرتے ہیں جن کا معنی واضح نہ ہو۔ امام مالکؒ غیر عربی زبان میں حلف لینے (قسم کھانے) کو بھی ناپسند فرماتے تھے کیونکہ بولنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے[42]۔ ائمہ کا ایک گروہ غیر عربی اور نامعلوم کلمات سے اس لیے منع کرتا ہے کہ جاہلیت میں ایسے کلمات استعمال ہوتے تھے جن میں شیاطین سے استمداد یا کفر و شرک کا شائبہ ہوتا تھا[43]۔ امام مازریؒ لکھتے ہیں" **:وَيُنْهَى عَنْهَا بِالْكَلَامِ الأَعْجَمِيِّ وَمَا لَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ لِجَوَازِ أَنْ يَكُون فِيهِ كُفْرٌ أَوْ إِشْرَاكٌ** "(عجمی کلام اور جس کا معنی معلوم نہ ہو، اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں کفر یا شرک کا احتمال ہوتا ہے)[44]۔ اسی طرح ابن عبد السلامؒ نے حروفِ مقطعہ یا ایسے رموز کے استعمال سے بھی منع کیا ہے جن کا مفہوم واضح نہ ہو تاکہ عقیدے کی حفاظت کی جا سکے[45]۔

عربی زبان کی فوقیت:

تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ عربی زبان میں قرآنِ کریم کی آیات اور احادیثِ مبارکہ میں وارد دعاؤں (الرقى المأثورة) کے ذریعے دم کرنا ہی سب سے افضل اور اولیٰ ہے[46]۔ عربی کلمات کے ذریعے دم کو **"طبِ روحانی "** قرار دیا گیا ہے جو اللہ کے نیک بندوں کی زبان سے جاری ہونے پر شفائے کاملہ کا باعث بنتا ہے[47]۔ غیر عربی زبان میں صرف اس صورت میں رخصت ہے جب مفہوم بالکل واضح ہو، ورنہ احتیاط کا تقاضا ماثور دعاؤں پر اکتفا کرنا ہے[48]۔

مجہول، مغلق اور غیر مربوط الفاظ کی شرعی حیثیت

ممانعت کی عقلی و نقلی بنیاد

ایسے دم یا رقیہ کے کلمات جن کا مفہوم واضح نہ ہو، جو مبہم رموز، حروفِ مقطعہ (جیسے تعویذوں میں لکھے جاتے ہیں) یا مجہول عجمی زبان پر مشتمل ہوں، ان کے بارے میں شرعی حکم نہایت سخت ہے۔ ائمہ دین نے ان کی ممانعت کو عقیدے کی حفاظت کے لیے ضروری قرار دیا

ہے۔

۱۔ نقلی بنیاد (شرعی دلائل)

نقلی اعتبار سے اس کی ممانعت کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا وہ ضابطہ ہے جس میں آپ ﷺ نے رقیہ کے کلمات کو جانچنے کا حکم دیا تاکہ وہ شرک سے پاک ہوں۔

عرضِ رقیہ کا حکم : نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بأسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ"[49]۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کلام کا مفہوم واضح نہ ہو، اسے نبی ﷺ پر پیش نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کے 'شرک سے پاک' ہونے کی ضمانت دی جاسکتی ہے[50]۔

جاہلانہ رقیہ سے ممانعت : امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ رقیہ کی ایک قسم وہ ہے جو جاہلیت میں کی جاتی تھی، جس کا مفہوم سمجھ نہیں آتا تھا، ایسی رقیہ سے بچنا واجب ہے[51]۔

علماء کرام کا اجماع : حافظ ابن حجرؒ نے صراحت کی ہے کہ علماء کرام کے نزدیک رقیہ کے جائز ہونے کی ایک لازمی شرط یہ ہے کہ وہ "عربی زبان میں ہو یا ایسی زبان میں ہو جس کا معنی معلوم ہو "(بِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ أَوْ بِمَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ مِنْ غَيْرِهِ) [52]۔جو کلمات اس شرط پر پورا نہیں اترتے، وہ شرعی طور پر مردود ہیں۔

۲۔ عقلی بنیاد (حکمت اور علل)

علماء کرام نے مجہول اور مغلق الفاظ کی ممانعت کی کئی عقلی اور منطقی وجوہات بیان کی ہیں:

سدِ ذریعہ (شرک کا خدشہ :(سب سے بڑی عقلی وجہ یہ ہے کہ جب کلمات مجہول ہوں گے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ ان میں کفر، شرک یا غیر اللہ (شیاطین وجنات) سے استمداد شامل ہو[53]۔امام مازریؒ فرماتے ہیں" :وَيُنْهَى عَنْهَا بِالْكَلَامِ الأَعْجَمِيِّ وَمَا لَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ لِجَوَازِ أَنْ يَكُون فِيهِ كُفْرٌ أَوْ إِشْرَاكٌ "(عجمی کلام اور نامعلوم معنی والے الفاظ سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ان میں کفر یا شرک کا احتمال ہوتا ہے)[54]۔

جادوگروں سے مشابہت : جادوگر (معزم) اکثر اپنے عمل میں حق اور باطل کو خلط ملط کرتے ہیں اور اللہ کے ناموں کے ساتھ شیاطین کے نام اور مبہم حروف جوڑ دیتے ہیں[55]۔امام نوویؒ کے مطابق ایسی اشیاء "نشرہ" (جادو کا توڑ جادو سے کرنا) کا حصہ ہیں جو شیطانی عمل ہے[56]۔

حروفِ مقطعہ کا استعمال : غیر مربوط حروف (جیسے ابجد کے نمبر یا بے معنی حروف) کے بارے میں ابن عبد السلامؒ فرماتے ہیں کہ ان سے منع کیا جائے گا کیونکہ معلوم نہیں کہ ان میں کیا کفر چھپا ہو[57]۔

اعتقادی فساد : جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ کلمات اپنی تاثیر میں خود مختار ہیں؛ مجہول الفاظ اس فاسد عقیدے کو تقویت دیتے ہیں کہ ان حروف میں کوئی مخفی جادوئی طاقت ہے، جبکہ شفا صرف اللہ کے حکم سے ہے[58]۔

خلاصہ یہ کہ شریعت ایسے کسی بھی عمل کی اجازت نہیں دیتی جو ابہام پر مبنی ہو اور جس کے ذریعے انسان لاشعوری طور پر شرک یا شیطانی وساوس کا شکار ہو جائے[59]۔

رقیہ اور طبِ قدیم کا سنگم (طبی توجیہ)

رقیہ (دم) محض ایک روحانی عمل نہیں ہے، بلکہ ائمہ دین اور شارحینِ حدیث نے اس کے طبی اور نفسیاتی اثرات پر بھی مفصل بحث کی ہے۔ قاضی عیاضؒ اور قاضی بیضاویؒ جیسے شارحین نے دم کے دوران استعمال ہونے والے طبعی عناصر کی طبی اہمیت واضح کی ہے۔

۱۔ پھونک (النفث): اس میں موجود نمی اور ہوا کے اثرات دم کے دوران 'نفث' (ہلکی پھونک) کی افادیت یہ ہے کہ اس کے ذریعے رقیہ کے کلمات، ذکرِ الٰہی کی برکت اور دم کرنے والے کے نفس (روحانی قوت) کی نمی مریض کے جسم تک پہنچتی ہے[60]۔ علماء کرام کے مطابق اس رطوبت اور ہوا کے ذریعے اللہ کے مبارک ناموں کی برکت مریض کے بدن میں سرایت کر جاتی ہے، جو اسے قلبی سکون اور شفاء فراہم کرتی ہے[61]۔

۲۔ لعاب اور مٹی حدیث: "تربة أرضنا بريقة بعضنا ("نبی کریم ﷺ کا یہ عمل کہ آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک زمین پر رکھ کر مٹی اور لعاب کا آمیزہ زخم پر لگاتے تھے، طبِ قدیم کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

طبی توجیہ : مٹی اپنی برودت (ٹھنڈک) اور یبوست (خشکی) کی وجہ سے زخم کے مادے کو خشک کرنے اور اسے مزید بگڑنے سے روکنے کی صلاحیت رکھتی ہے[62]۔

لعابِ دہن کا کردار : انسانی لعاب (Saliva) زخم کو پکانے (اِنضاج)، اسے تحلیل کرنے اور بھرنے (اِدمال) میں معاون ثابت ہوتا ہے[63]۔

وطن کی مٹی کا اثر : قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ وطن کی مٹی انسانی مزاج (Constitution) کی حفاظت اور مضر اثرات کو دور کرنے میں موثر ہوتی ہے[64]۔

۳۔ سائیکو سومیٹک (Psychosomatic) اثرات رقیہ کو **"طبِ روحانی "** قرار دیا گیا ہے[65]۔ یہ عمل مریض کے لاشعور پر اثر انداز ہو کر اس کی قوتِ مدافعت کو بیدار کرتا ہے۔ ابنِ قیمؒ اور دیگر علماء کرام کے نزدیک جب کلماتِ حق اور اسماءِ الٰہی کا اثر انسانی روح پر ہوتا ہے، تو وہ بدن کے طبعی قویٰ کو تحریک دیتا ہے، جس سے وہ بیماریاں بھی دور ہو جاتی ہیں جن کے سامنے مادی طب عاجز آ جاتی ہے[66]۔

پشتو دم کا تجزیاتی مطالعہ (کیس اسٹڈی: نظر مات و نظر وچ)

پشتو زبان میں نظرِ بد کے لیے ایک مشہور جملہ کہا جاتا ہے:"د تور ستر گو، د شین ستر گو، د سپین ستر گو، نظر مات، نظر مات" یا نظر وچ، نظر وچ! کہ دی خپل کہ دی پردی، کہ دی تور ستر گی کہ دی شین ستر گی، کہ دی انسان کہ دی جنات، کہ دی نیک کہ دی بد، نظر وچ، نظر وچ۔ پشتو بولنے والی ثقافت میں نظرِ بد کے علاج کے لیے مروجہ کلمات، جیسے " نظر مات "(نظر ٹوٹ جائے) یا" نظر وچ"(نظر خشک ہو جائے)، عوامی سطح پر بہت مقبول ہیں۔ ان کلمات کا تجزیہ شرعی اصولوں کی روشنی میں درج ذیل نکات پر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ مفہوم کی وضاحت اور شرک سے پاک ہونا:

جیسا کہ گذر چکا شریعتِ اسلامیہ میں رقیہ (دم) کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ اس کا مفہوم واضح ہو اور اس میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا" :اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ "(اپنی رقیہ مجھے سناؤ، دم میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو)[67]۔ پشتو کے مذکورہ جملے (مثلاً:"چاہے اپنی نظر ہو یا پرائی، کالے آنکھ والے کی ہو یا نیلی آنکھ والے کی") دراصل نظرِ بد کے مختلف ذرائع کا تذکرہ ہیں اور ان میں کسی غیر اللہ سے مدد نہیں مانگی جارہی، بلکہ ایک عارضے (نظر) کے خاتمے کی خواہش یا دعا کا اظہار ہے[68]۔

۲۔ رقیہ جاہلیہ سے مشابہت اور نبوی طرزِ عمل :

پشتو زبان کے مذکورہ یہ الفاظ دراصل "دعا" اور "تفاؤل"(Good Omen) کا مجموعہ ہیں۔ اس میں اللہ سے یہ التجا کی جارہی ہے کہ ہر قسم کی آنکھ (کالی، نیلی، سفید) کے برے اثر کو ختم کر دے۔ حدیثِ نبوی میں آتا ہے کہ آپ ﷺ حسن و حسینؓ پر یہ کلمات پڑھ کر دم کرتے تھے:

"أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"۔[69]"میں تم دونوں کو اللہ کے پورے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے، اور ہر لگ جانے والی (نقصان دہ) نظر بد کے شر سے۔" پشتو کے مذکورہ کلمات اسی مفہوم کا عوامی زبان میں ترجمانی ہے۔ چونکہ ان الفاظ میں کوئی شرکیہ کلمہ نہیں ہے اور معنی بالکل واضح ہے، اس لیے ان کا پڑھنا بلا شبہ جائز ہے۔

اسی طرح اسلام سے قبل بھی لوگ اپنی زبانوں میں دم کیا کرتے تھے۔ صحابیہ حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ جاہلیت میں "نملہ" (جلد کی ایک بیماری) کے لیے مخصوص کلمات سے دم کرتی تھیں۔ جب انہوں نے اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا" :اعْرِضِيهَا "(اسے مجھ پر پیش کرو)۔ان کے کلمات یہ تھے" :بِسْمِ اللَّهِ صَلُوبٌ حِينَ يَعُودُ مِنْ أَفْوَاهِهَا وَلَا تَضُرُّ أَحَدًا، اللَّهُمَّ اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ"[70]۔ بعض روایات میں یہ کلمات منقول ہیں:" بِسْمِ اللَّهِ ضَلَّتْ حَتَّى تَعُودَ مِنْ أَفْوَاهِهَا، وَلَا تَضُرُّ أَحَدًا، اللَّهُمَّ اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ[71]۔ "اللہ کے نام سے، یہ (زہریلا مادہ) گھل جانے والا (یا بھٹک جانے والا) ہے جب یہ ان کے منہ سے لوٹے، اور یہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اے اللہ! تکلیف کو دور فرما، اے لوگوں کے رب" ۔ آپ ﷺ نے ان کلمات کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ حضرت حفصہؓ کو سکھانے کا حکم بھی دیا[72]۔ پشتو کے یہ کلمات بھی اسی قبیل سے ہیں جن میں بیماری یا تکلیف کی نوعیت بیان کی جاتی ہے، بشرطیکہ ان کے ساتھ اللہ کا نام اور شفا کا عقیدہ شامل ہو[73]۔

۳۔ تجزیاتی پہلو: کلماتِ ماثورہ کے ساتھ تطبیق:

علماء کرام کے نزدیک اگرچہ اپنی زبان میں واضح کلمات کے ساتھ دم کرنا جائز ہے، لیکن نفع اور برکت کے لحاظ سے قرآن و سنت کی دعائیں افضل ہیں[74]۔ "نظرمات" یا "نظر وچ" جیسے کلمات کو اگر اللہ کے ذکر (مثلاً بسم اللہ یا اللھم بارک) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ رقیہ کی شرائط پر پورا اترتے ہیں[75]۔ ائمہ کے نزدیک فائدہ پہنچانے والے ہر وہ کلمات جن کا معنی سمجھ آتا ہو، شرعی طور پر مباح ہیں[76]۔ امام مازریؒ اور قاضی عیاضؒ کے مطابق، فائدہ مند دم سے اس لیے منع نہیں کیا گیا کیونکہ یہ ایک طرح کا علاج ہے، جیسے کہ طب[77]۔

۴۔ احتیاطی پہلو:

پشتو کے ان روایتی کلمات میں اگر ایسے الفاظ شامل ہو جائیں جن کا معنی معلوم نہ ہو یا جو جادوگروں کے سے رموز (Encrypted codes) ہوں، تو وہ مکروہ یا ممنوع ہو جائیں گے[78]۔ نیز، یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ الفاظ بذاتِ خود اثر نہیں رکھتے بلکہ اثر صرف اللہ کے حکم سے ہوتا ہے" :يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا"[79]۔

۵۔ تاریخی پہلو: مواثیق کا مفہوم اور پس منظر اور پشتو کلماتِ دم پر مواثیق کی تطبیق

"مواثیق" (جمع میثاق) کے لغوی معنی عہد و پیمان یا مضبوط معاہدے کے ہیں[80]۔ رقیہ (دم) کے اصطلاحی مفہوم میں اس سے مراد وہ قدیم روایتی کلمات یا بیانیے ہیں جو زمانہ جاہلیت سے چلے آ رہے تھے اور لوگ انہیں مختلف آفات و تکالیف سے بچاؤ کے لیے استعمال کرتے تھے[81]۔ مواثیق کا ایک دلچسپ پس منظر مصادر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت نوحؑ کی کشتی تیار ہوئی تو سانپ اور بچھو نے سوار ہونے کی التجا کی، جس پر انہوں نے یہ "میثاق" (عہد) کیا کہ جو شخص کشتی میں حضرت نوحؑ کا تذکرہ کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے[82]۔ اسی لیے جب صحابہ کرامؓ نے اپنے قدیم دم نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیے تو آپ ﷺ نے ان میں شرک کا کوئی شائبہ نہ پا کر فرمایا" :لا بأس بها، إنما هي مواثيق) "ان کلمات میں کوئی حرج نہیں، یہ تو محض عہد و پیمان ہیں)[83]۔ گویا مواثیق وہ کلمات ہیں جن کا مقصد "نفع پہنچانا" ہو اور ان میں غیر اللہ سے استمداد نہ پائی جائے[84]۔

پشتو معاشرے میں مروج کلمات، جیسے کہ "**نظرمات** "(نظر ٹوٹ جائے) اور "**نظروچ** "(نظر خشک ہو جائے)، کو درج ذیل بنیادوں پر جدید لسانی "مواثیق" قرار دیا جا سکتا ہے:

۱۔ **معنوی اشتراک :** جس طرح قدیم مواثیق میں بیماری کے اثر کو زائل کرنے کا عہد ہوتا تھا، اسی طرح "نظرمات" کا لفظ بھی براہِ راست نظر بد کی بندش کو توڑنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو معنوی طور پر احادیث میں مذکور "**نشرہ** "(اثر کا کھولنا) کے مشابہ ہے[85]۔

۲۔ **نفع رسانی :** چونکہ یہ کلمات واضح معانی پر مشتمل ہیں اور ان کا واحد مقصد مریض کو نفع پہنچانا ہے، اس لیے یہ ان مواثیق کے زمرے میں آتے ہیں جن کی آپ ﷺ نے "من استطاع أن ينفع أخاه فليفعل" (جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے وہ ضرور پہنچائے) کے تحت اجازت دی[86]۔

پشتون معاشرے میں رقیہ کے مروج طریقے اور اصلاح

پشتون معاشرے میں "دمگر" (دم کرنے والے) رقیہ کے دوران مختلف اشیاء استعمال کرتے ہیں۔ ان کی شرعی حیثیت درج ذیل ہے:

۱۔ پانی پر دم :

پانی پر دم کرنا اور اسے مریض کو پلانا یا اس سے غسل کروانا سنت اور آثارِ صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ احادیث میں نظر بد کے علاج کے لیے عائن (نظر لگانے والے) کے وضو کا پانی مریض پر ڈالنے کا ذکر ملتا ہے[87]۔ اسی طرح سورہ فاتحہ اور دیگر دعاؤں کو پانی پر دم کر کے استعمال کرنا ایک نافع علاج ہے[88]۔

۲۔ نمک، مرچ اور لوہا :

عوامی سطح پر نمک، مرچ یا لوہے کے ذریعے دم کرنے کا رواج عام ہے، تاہم فقہی اعتبار سے یہ طریقے پسندیدہ نہیں ہیں۔ :امام مالکؒ نے لوہے اور نمک کے ذریعے دم کرنے کو ناپسند فرمایا ہے" :وَكَانَ يَكْرَهُ الرُّقْيَةَ بِالْحَدِيدَةِ وَالْمَلْحِ"[89]۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ طریقے جادوگروں کے عمل سے مشابہت رکھتے ہیں (مشابہۃ السحر)[90]۔ شریعت نے ایسے مبہم طریقوں سے بچنے کا حکم دیا ہے جو جاہلیت کے توہمات یا جادوئی اثرات کی عکاسی کریں[91]۔ پس عوامی سطح پر رائج ان طریقوں کی اصلاح ضروری ہے تاکہ رقیہ خالصتاً کتاب و سنت اور واضح کلمات تک محدود رہے اور کسی بھی قسم کے شرکیہ یا جادوئی عمل کا شبہ باقی نہ رہے[92]۔

نبوی رقیہ اور مقامی کلمات میں صوتی و معنوی آہنگی: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

نبوی دعاؤں، خصوصاً "أذهب البأس رب الناس "اور "تربة أرضنا بريقة بعضنا "کا صوتی آہنگ (Phonetic Harmony) محض لسانی حسن نہیں بلکہ اس کے گہرے نفسیاتی اور مادی اثرات ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوی کلمات میں 'البأس' (تکلیف) اور 'الناس' (لوگوں) کے درمیان موجود ہم قافیہ الفاظ ('Saj) ایک خاص صوتی ارتعاش پیدا کرتے ہیں، جو مریض کے نفس میں اطمینان پیدا کر کے اس کے طبعی قویٰ کو بیماری کے خلاف تحریک دیتے ہیں[93] ۔ رقیہ دراصل "طبِ روحانی" ہے، جہاں الفاظ کی تکرار اور ان کا صوتی توازن مریض کے لیے ایک **نفسیاتی قوت** (Psychosomatic strength) بن جاتا ہے[94] ۔

اس صوتی آہنگی کا ایک اہم تحقیقی نکتہ پشتو کے مقامی کلمات "**نظرمات** "اور "**نظروچ** "میں پوشیدہ ہے۔ پشتو زبان میں "نظرمات" کا مطلب "نظر ٹوٹ جائے" ہے، جو معنوی طور پر احادیث میں مذکور "**نشرہ** (Nushrah) "کے مشابہ ہے[95]۔ "نشرہ" کا لغوی مطلب ہی "کھولنا" یا "بکھیر دینا" ہے، کیونکہ یہ مریض سے تکلیف کے اثر کو "نشر" (حل / کھول) کر کے اسے زائل کر دیتی ہے[96]۔ جس طرح "نشرہ" جادو یا نظر کی بندش کو کھولتا ہے، اسی طرح "نظرمات" کا صوتی آہنگ نظر بد کے اس 'گرہ نما' اثر کو "ٹوٹنے" کا اعلان کرتا ہے جسے قرآن نے "العقد"

(گرہوں) سے تعبیر کیا ہے[97]۔

مزید برآں، پشتو لفظ **'اُوچ (Uch)'** یعنی خشک، نبوی طب کے اس اصول **"تجفیف** (Drying) **"** سے براہِ راست صوتی و معنوی ہم آہنگی رکھتا ہے جس کا تذکرہ حدیث "تربة أرضنا بريقة بعضنا" میں آیا ہے[98]۔ علماء کرام کے مطابق مٹی اپنی یبوست (خشکی) کی بنا پر زخم کے زہریلے مادے کو خشک (تجفیف) کرتی ہے[99]۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ کے دم میں موجود لفظ **"صلوب "**(سوکھ کر ختم ہونا) بھی اسی صوتی آہنگ کی تائید کرتا ہے[100]۔ لہٰذا، جب دم میں "نظرمات" یا "نظروچ" کے کلمات استعمال کیے جاتے ہیں، تو ان کی صوتی تاثیر مریض کو یہ یقین دلاتی ہے کہ بیماری کا اثر "ٹوٹ" یا "سوکھ" چکا ہے، بشرطیکہ یہ عقیدہ ہو کہ یہ سب "باذن ربنا" (ہمارے رب کے حکم سے) ہو رہا ہے[101]۔

خلاصہ بحث اور اہم نتائج

اس تحقیقی مقالے میں رقیہ (دم) کی شرعی حیثیت، زبان کے مسئلے اور پشتو میں مروج عوامی دموں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد جو اہم نتائج حاصل ہوئے ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ رقیہ کی شرعی مشروعیت:

تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ رقیہ (دم) شریعتِ اسلامیہ میں ایک مستحسن اور جائز علاج ہے، بشرطیکہ وہ شرک سے پاک ہو۔ احادیثِ مبارکہ میں جہاں ممانعت آئی ہے، اس سے مراد دورِ جاہلیت کے وہ دم ہیں جن میں غیر اللہ سے استمداد یا کفریہ کلمات شامل ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے رقیہ کو "نفع پہنچانے کا ذریعہ" قرار دیا ہے۔

۲۔ غیر عربی زبان میں دم کا حکم:

زبان کے مسئلے پر بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ رقیہ کا عربی ہونا افضل اور اولیٰ ہے، تاہم غیر عربی (پشتو، اردو وغیرہ) میں دم کرنا شرعاً جائز ہے اگر اس کا مفہوم واضح ہو۔ ائمہ دین کے نزدیک اصل بنیاد کلمات کا "معلوم المفہوم" ہونا ہے تاکہ شرک کے کسی بھی ممکنہ شائبے سے بچا جا سکے۔

۳۔ جواز کے لیے شرائطِ ثلاثہ پر اجماع:

علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ رقیہ کے جواز کے لیے تین شرائط کا پایا جانا لازمی ہے: (الف) وہ اللہ کے کلام، اسماء یا صفات پر مشتمل ہو، (ب) عربی زبان یا ایسی زبان میں ہو جس کا معنی سمجھ آتا ہو، (ج) یہ عقیدہ ہو کہ شفا صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، دم بذاتِ خود موثر نہیں۔

۴۔ مجہول اور شرکیہ کلمات سے ممانعت:

ایسے کلمات یا حروفِ مقطعہ جن کا مفہوم واضح نہ ہو یا جن میں شیاطین سے استمداد کا شبہ ہو، ان کا استعمال ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔ جادوگروں اور معزموں کے طریقے پر کیے جانے والے دموں سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

۵۔ رقیہ اور طبِ قدیم کا تعلق:

رقیہ کے طبی پہلوؤں کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ دم کے ساتھ نفث (پھونک) اور لعاب یا مٹی کا استعمال محض روحانی نہیں بلکہ مادی و طبی فوائد کا حامل بھی ہے۔ مٹی کی برودت اور لعاب کی تحلیل و ابراء کی خصوصیات زخموں اور تکلیف کے ازالے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

۶۔ پشتو دم (کیس اسٹڈی)

پشتو میں مروج کلمات (مثلاً نظرمات وغیرہ) اگر صرف نظرِ بد کی علامات کے تذکرے پر مشتمل ہیں اور ان میں کسی غیر اللہ کو نہیں پکارا گیا، تو

وہ شرعی اصولوں کے تحت مباح قرار پاتے ہیں۔ تاہم، عوامی سطح پر رائج نمک، مرچ، لوہے یا گرہ لگانے والے طریقے "مشابہتِ سحر" کی بنا پر ناپسندیدہ اور لائقِ اصلاح ہیں۔

۷۔ مقامی کلمات اور "نشرہ" کے درمیان معنوی مماثلت:

پشتو زبان کے کلمات "نظرمات("نظر ٹوٹ جائے) کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ معنوی طور پر احادیث مبارکہ میں مذکور "نشرہ (Nushrah) "کے مشابہ ہے۔ جس طرح نشرہ کا مقصد بیماری یا جادو کی بندش کو "کھولنا" یا "بکھیر دینا" ہے، اسی طرح "نظرمات"کا صوتی آہنگ اس 'گرہ نما' اثر کو توڑنے کا اعلان کرتا ہے جسے قرآن نے "النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ("گرہوں میں پھونکنے والیاں) سے تعبیر کیا ہے۔ یہ مقامی کلمات دراصل شرعی مقصدِ رقیہ کے لسانی مترادفات ہیں۔

۸۔ اصولِ تجفیف اور مقامی کلمات کا صوتی اشتراک :

پشتو لفظ" اُوچ" (خشک) اور نبوی طب کے اصول"تجفیف (Drying) " کے درمیان گہرا علمی تعلق پایا گیا ہے۔ حدیثِ نبوی" تربۃ اَرضنا" کی شرح میں مٹی کی یبوست (خشکی) کے ذریعے زخم کے زہریلے مادے کو خشک کرنے کا جو ذکر ملتا ہے، وہی مفہوم پشتو دم کے کلمات "نظر وچ" میں صوتی اثر کے ساتھ موجود ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مقامی زبان کے وہ کلمات جو فطری اور طبی اصولوں کے مطابق ہوں، رقیہ کے جواز کی حدود میں شامل کیے جاسکتے ہیں۔

۷۔ توکل اور رقیہ میں تطبیق:

ستر ہزار بلا حساب جنت میں جانے والوں کی حدیث (جو دم نہیں کرواتے) کا تعلق کمالِ توکل سے ہے، جو اسباب کے درجے میں رقیہ کے جواز کی نفی نہیں کرتا۔

یک سطری نتائج:

1. رقیہ ایک شرعی امر ہے جو قرآن، سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔
2. غیر عربی زبان (پشتو/اردو وغیرہ) میں دم جائز ہے اگر وہ دعائیہ کلمات پر مشتمل ہو۔ الفاظ واضح ہوں اور شرک سے پاک ہوں۔
3. "نظرمات" جیسے عوامی کلمات مباح ہیں کیونکہ ان کا مقصد اللہ سے پناہ مانگنا ہے۔
4. پشتو کے روایتی دم (مثلاً نظرمات) اگر دعا کے مفہوم میں ہوں تو وہ شرعاً درست ہیں۔
5. مقامی لفظ "نظرمات "شرعی اصطلاح "نشرہ "کا لسانی مترادف ہے، جو صوتی آہنگ کے ذریعے نظربد کی 'گرہ'(العقد) کو توڑ کر مقصدِ رقیہ کی تکمیل کرتا ہے۔
6. پشتو لفظ "اُوچ "نبوی طب کے اصولِ "تجفیف) "خشک کرنا) کا صوتی مظہر ہے، جو ثابت کرتا ہے کہ فطری و طبی اصولوں پر مبنی مقامی کلمات شرعی رقیہ کے جواز میں داخل ہیں۔
7. مجہول اور مبہم کلمات سے بچنا واجب ہے کیونکہ یہ جادو اور شرک کا دروازہ کھولتے ہیں۔
8. شفا کا حقیقی منبع صرف اللہ کی ذات ہے، رقیہ اور دوا محض اسباب ہیں۔

تجاویز(Recommendations)

اس تحقیقی مطالعہ کے نتائج کی روشنی میں معاشرے کی اصلاح، علمی و طبی تحقیق اور عوامی آگاہی کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

عوامی شعور اور اصلاحِ عقید:(Public Awareness)

شرک اور توہم پرستی کا خاتمہ: علماء کرام اور مصلحین کو چاہیے کہ وہ عوام کو رقیہ شرعیہ اور جاہلانہ منتروں کے درمیان فرق واضح کریں۔ عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ شفا کا حقیقی منبع صرف اللہ کی ذات ہے اور دم محض ایک دعا اور سبب ہے۔

غیر شرعی طریقوں کی اصلاح: پشتون اور اردو بولنے والے معاشروں میں مروج وہ طریقے جو جادو سے مشابہت رکھتے ہیں (مثلاً لوہا، مرچ، نمک یا مخصوص بند شیں اور گرہیں لگانا)، ان کی جگہ سنت کے مطابق "نفث" (پھونک) اور مسنون دعاؤں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

مقامی زبانوں میں "رقیہ مباح" کی ترویج:

دعائیہ کلمات کا انتخاب: اگر کوئی شخص عربی دعائیں نہیں جانتا، تو اسے سکھایا جائے کہ وہ اپنی زبان (پشتو/اردو) میں بھی اللہ سے پناہ مانگ سکتا ہے۔ "نظرمات" یا "نظروچ" جیسے کلمات کو اگر اللہ کے ذکر (مثلاً بسم اللہ) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، تو یہ ایک مؤثر اور جائز طریقہ ہے۔

مجہول الفاظ سے پرہیز: عوام کو سختی سے ہدایت کی جائے کہ وہ ایسے "عاملوں" سے بچیں جو تعویذوں یا دم میں مبہم رموز، ہندسے یا ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کا معنی سمجھ نہ آئے۔

علمی و لسانی تحقیق(Linguistic Research)

مقامی لغت کا شرعی مطالعہ: جس طرح اس مقالے میں پشتو کلمات کا "نشرہ" اور "تخفیف" سے تقابل کیا گیا ہے، اسی طرح دیگر مقامی زبانوں (بلوچی، سندھی، پنجابی وغیرہ) میں مروج کلماتِ رقیہ کا بھی علمی جائزہ لیا جائے تاکہ ان کی شرعی حیثیت واضح ہو سکے۔

صوتیات پر تحقیق: رقیہ کے کلمات میں موجود صوتی آہنگ (Phonetic Harmony) اور انسانی اعصاب پر اس کے اثرات کے حوالے سے ماہرینِ لسانیات اور ماہرینِ نفسیات کے اشتراک سے مزید تحقیق کی جائے۔

طبی و نفسیاتی مراکز کے لیے رہنمائی(Medical & Psychological Guidance)

ہولسٹک ہیلتھ اپروچ: (Holistic Approach) جدید طبی مراکز میں مریضوں کی نفسیاتی بحالی کے لیے "رقیہ شرعیہ" کو ایک معاون علاج (Supportive Therapy) کے طور پر متعارف کرایا جائے، کیونکہ یہ مریض کی قوتِ مدافعت اور ارادہِ شفا کو قوی کرتا ہے۔

اصولِ تخفیف کا استعمال: نبوی طب کے اصولِ تخفیف (مٹی اور لعاب کے طبی خواص) پر جدید سائنسی بنیادوں پر لیبارٹری ریسرچ کی جائے تاکہ اس کی افادیت کو طبی دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

تعلیمی نصاب میں شمولیت

مدارس اور جامعات کے نصاب میں "طبِ نبوی" اور "رقیہ شرعیہ" کے ابواب میں ان جدید لسانی اور ثقافتی ابحاث کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی کر سکیں۔

@ 2025 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1] ۔ابن رسلان، شہاب الدین، أحمد بن حسین، شرح سنن أبي داود، قاہرہ: دار الفلاح، 2016ء، ج16، ص602۔

[2] ۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، بیروت: دار المعرفہ، ج10، ص195۔

[3]۔ ایضاً

[4]۔ السیوطی، جلال الدین، شرح سنن ابن ماجہ، قدیمي کتب خانۃ–کراتشي، س۔ن، ص249۔

[5]۔ ابن رسلان، شرح سنن أبي داؤد، ج16، ص602؛ السیوطی، شرح سنن ابن ماجہ، ص249۔

[6]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، قاہرہ: دار الشروق، 2002ء، ج8، ص543۔

[7]۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحیح البخاري، قاہرہ: دار السلفیہ، ج10، ص

[8]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج10، ص196۔ ایضاً، ج10، ص195؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج8، ص543۔

[9]۔ القاضی عیاض إکمال المعلم بفوائد مسلم، منصورہ: دار الوفاء، 1998ء، ج7، ص98؛ العینی، بدر الدین، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ج21، ص269۔

[10]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج10، ص196۔196؛ النووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف، شرح النووي علی مسلم، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1392ھ، ج 14، ص183۔

[11]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج10، ص195؛ السیوطی، جلال الدین، شرح سنن ابن ماجہ، ص249۔

[12]۔ أبو الحسین مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار الطباعۃ العامرۃ–ترکیا، ۱۳۳۴ھ، ج۷، ص۱۸۔

[13]۔ ابن رسلان، شرح سنن أبي داؤد، ج16، ص602؛ العینی، عمدۃ القاري، ج21، ص245۔

[14]۔ امام أبو داود، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، دار الرسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹ء، ج۶، ص۱۳۱؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج10، ص196۔

[15]۔ امام طحاوی، أحمد بن محمد، شرح معاني الآثار، عالم الکتب، بیروت–لبنان، ۱۹۹۴ء، ج۴، ص۳۲۸؛۔

[16]۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج7، ص98؛ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، مصر: دار الحدیث، 1993ء، ج15، ص261۔

[17]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج10، ص195؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج15، ص263۔

[18]۔ السیوطی، شرح سنن ابن ماجہ، ص249؛ المبارکفوری، محمد عبد الرحمن، تحفۃ الأحوذي بشرح جامع الترمذي، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج6، ص181۔

[19]۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج7، ص99؛ العینی، عمدۃ القاري، ج21، ص262۔

[20]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۵؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج۸، ص۵۴۳ ۔

[21]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۶؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳ ۔

[22]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۵ ۔

[23]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳ ۔

[24]۔ إمام أحمد بن حنبل، مسند، مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ-، ج۲۴، ص۱۹۱۔

[25]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۲؛ المبارکفوری، محمد عبد الرحمن، تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ج۶، ص۱۸۲؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج ۱۰، ص۱۹۷ ۔

[26]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۵ ۔

[27]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳ ۔

[28]۔ القاضی عیاض إکمال المعلم بفوائد مسلم،، ج۷، ص۹۸؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۵؛ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۱ ۔

[29]۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۸؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۱ ۔

[30]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱۰، ص۱۹۵ ۔

[31]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳ ۔

[32]۔ ابن رسلان، شہاب الدین، شرح سنن أبي داؤد،، ج۱۵، ص۶۳۷ ۔

[33]۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۹؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۲؛، محمد ہاشم، الکوکب الوھاج شرح صحیح مسلم، ج۲۲، ص۲۱۸ ۔

34۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۹؛ لاشین، موسیٰ شاہین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج۸، ص۵۴۳۔

35۔ موسیٰ شاہین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج۸، ص۵۴۳۔

36۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۹۔

37۔ ایضاً

38۔ ایضاً

39۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۱۰، ص۱۹۵؛ المبارکفوری، محمد عبد الرحمن، تحفة الأحوذي، ج۶، ص۱۸۲۔

40۔ ابن رسلان، شہاب الدین، شرح سنن أبي داود، ج۱۵، ص۶۱۶؛ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، دار الوفاء، مصر، ۱۹۹۸ء، ج۷، ص۹۹۔

41۔ ابن رسلان، شرح سنن أبي داود، ج۱۵، ص۶۱۶۔

42۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۸۔

43۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۶؛ السیوطی، جلال الدین، شرح سنن ابن ماجہ، ص۲۴۹۔

44۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۸؛ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار،) مصر: دار الحدیث، ۱۹۹۳ء)، ج۱۵، ص۲۶۱۔

45۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۷۔

46۔ المبارکفوری، تحفة الأحوذي، ج۶، ص۱۸۲؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۱۔

47۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۶۔

48۔ الشوکانی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۱؛ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۸۔

49۔ امام مسلم. صحیح مسلم، ج۷، ص۱۹۔

50۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج۸، ص۵۴۳۔

51۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۱۰، ص۱۹۶۔

52۔ ایضاً، ج۱۰، ص۱۹۵؛ المبارکفوری، تحفة الأحوذي، ج۶، ص۱۸۲۔

53۔ الشوکانی، نیل الأوطار، ج۱۵، ص۲۶۱؛ السیوطی، شرح سنن ابن ماجہ، ص۲۴۹۔

54۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۸۔

55۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۶۔

56۔ النووی، شرح النووي علی مسلم، ج۱۴، ص۱۸۲؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳۔

57۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۷؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳۔

58۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم، ج۷، ص۹۹۔

59۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۵۔

60۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۸۔ ۵۔ ایضاً، ج۷، ص۱۰۰۔ ۶۔ ایضاً، ج۷، ص۱۰۰۔

61۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج۸، ص۵۴۳۔ ۹۲۔ ایضاً، ج۸، ص۵۴۴۔

62۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۸۔ و ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۱۰، ص۲۰۸۔

63۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۸۔ و۲۵۔ العینی، بدر الدین، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج۲۱، ص۲۶۹۔

64۔ الکرمانی، محمد بن یوسف، الکواکب الدراري في شرح صحيح البخاري، ج۲۱، ص۲۵۔ و ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۱۰، ص۲۰۸۔

65۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۶۔

66۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج۱۰، ص۱۹۶۔۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج۸، ص۵۴۷۔

67۔ القاضی عیاض، إکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۷، ص۹۹؛ ابن رسلان، شرح سنن أبي داود، ج۱۵، ص۶۱۶۔

[68]۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج ۱۰، ص ۱۹۵؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۴۳۔

[69]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحيح البخاري، کتاب أحاديث الأنبياء، حدیث نمبر 3371۔

[70]۔ الحاکم، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، ۱۹۹۰ء، ج ۴، ص ۶۳؛ ابن حبان، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ج ۱۳، ص ۴۵۸۔

[71]۔ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، ج ۱۵، ص ۲۸۹؛ الدوماني، فتح الودود في شرح سنن أبي داؤد، ج ۴، ص ۲۵ ۔

[72]۔ السہارنپوری، خلیل احمد، بذل المجهود في حل أبي داؤد (بحوالہ لمعات التنقیح)، مرکز الشیخ أبي الحسن، ھند، ۲۰۰۶ء، ج ۷، ص ۵۰۵۔

[73]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج ۱۰، ص ۱۹۶؛ النووی، شرح النووي علی مسلم، ج ۱۴، ص ۱۸۳۔

[74]۔ المبارکفوری، محمد عبد الرحمن، تحفة الأحوذي، ج ۶، ص ۱۸۲؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج ۱۵، ص ۲۶۱۔

[75]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۸؛ ابن بطال، شرح صحیح البخاری، مکتبۃ الرشد - السعودیۃ، الریاض، ۲۰۰۳ء، ج ۹، ص ۴۳۲۔

[76]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج ۸، ص ۵۴۲۔

[77]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹۔

[78]۔ السیوطی، جلال الدین، شرح سنن ابن ماجہ، ص ۲۴۹؛ الشوکانی، نیل الأوطار، ج ۱۵، ص ۲۶۱۔

[79]۔ ابن بطال، شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۴۳۲؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج ۱۰، ص ۲۰۸۔

[80]۔ ۱۔ ابن رسلان، شہاب الدین، شرح سنن أبي داؤد، ج ۱۶، ص ۲۰۳؛ السیوطی، جلال الدین، شرح سنن ابن ماجہ، ص ۲۴۹ ۔

[81]۔ ۲۔ المبارکفوری، محمد عبد الرحمن، تحفة الأحوذي، ج ۶، ص ۱۸۲؛ الارمی، محمد ہاشم، الکوکب الوھاج شرح صحیح مسلم، ج ۲۲، ص ۲۱۸ ۔

[82]۔ ۳۔ محمد الأمین ارمی، الکوکب الوھاج شرح صحیح مسلم، دار طوق النجاۃ، ۲۰۰۹ء، ج ۲۲، ص ۲۱۸ ۔

[83]۔۔ المبارکفوری، تحفة الأحوذي، ج ۶، ص ۱۸۲؛ السیوطی، شرح سنن ابن ماجہ، ص ۲۴۹ ۔

[84]۔ ۵۔ القاضی عیاض إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج ۷، ص ۹۹؛ محمد ہاشم، الکوکب الوھاج، ج ۲۲، ص ۲۱۸ ۔

[85]۔۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۴۳ ۔

[86]۔ ۹۔ القاضی عیاض، ابو الفضل، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹؛ محمد ہاشم، الکوکب الوھاج، ج ۲۲، ص ۲۱۸ ۔

[87]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۴۴۔ ایضاً، ج ۸، ص ۵۴۵۔

[88]۔ العینی، عمدۃ القاري، ج ۱۲، ص ۱۰۱۔

[89]۔ النووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف، شرح النووي علی مسلم، ج ۱۴، ص ۱۸۲۔ القاضی عیاض إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج ۷، ص ۱۰۰۔ والعینی، عمدۃ القاري، ج ۲۱، ص ۲۶۲۔

[90]۔ القاضی عیاض إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج ۷، ص ۱۰۰۔ والنووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف، شرح النووي علی مسلم، ج ۱۴، ص ۱۸۳۔۱۷۔

[91]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم، ج ۸، ص ۵۴۴۔

[92]۔ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۴۴۔

[93]۔ القاضی عیاض إكمال المعلم بفوائد مسلم، ج ۷، ص ۹۸ ؛ موسیٰ شاہین لاشین، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج ۸، ص ۵۴۲ ۔

[94]۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج ۱۰، ص ۱۹۶ ؛ لاشین، فتح المنعم، ج ۸، ص ۵۴۷ ۔

[95]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹ ؛ النووی، ابو زکریا، شرح النووي علی مسلم، ج ۱۴، ص ۱۸۳ ۔

[96]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۹ ؛ لاشین، فتح المنعم، ج ۸، ص ۵۴۳ ۔

[97]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۱۰۰ ؛ النووی، شرح النووي علی مسلم، ج ۱۴، ص ۱۸۳ ۔

[98]۔ العینی، بدر الدین، عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري، ج ۲۱، ص ۲۶۹ ؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج ۱۰، ص ۲۰۸ ۔

[99]۔ القاضی عیاض، إكمال المعلم، ج ۷، ص ۹۸ ؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباري، ج ۱۰، ص ۲۰۸ ۔

[100]۔ نبیل بن منصور، أنیس الساري (تخریج أحادیث فتح الباري)، مؤسَّسَة الريَّان، بیروت–لبنان، ۲۰۰۵ء، ج۳، ص ۲۳۶۲ ؛ الحاکم، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، ج۴، ص ۶۳ ۔

[101]۔ ابن بطال، علی بن خلف، شرح صحیح البخاري، ج۹، ص ۴۳۲ ؛ ابن رسلان، شہاب الدین، شرح سنن أبي داوٗد، ج۱۵، ص ۶۳۷ ۔